 

05-08-2017

عازمینِ حج کے لیے

مفتی منیب الرحمٰن

امام احمد رضا قادری رحمہ اللہ تعالیٰ سے حضرت سید محمد احسن بریلوی نے فرمائش کی: ''میرا حج پر جانے کا ارادہ ہے اور بھی لوگ جاتے رہتے ہیں، آپ حج کے طریقے اور آداب پر کچھ ضروری باتیں لکھ کر طبع کرا دیں تا کہ سب کو فائدہ ہو''۔ آپ نے قلم برداشتہ ''انوارُ البشَارۃ فِی مَسَائِلِ الْحجِّ والزِّیارۃ'' کے عنوان سے ایک مفصل رسالہ لکھ کر طبع کرادیا جو فتاویٰ رضویہ جلد 10: میں شامل ہے۔ میں اس رسالے کے بعض مندرجات کو عام حجاج کے استفادے اور اصلاح کے لیے آسان انداز میں پیش کررہاہوں۔

امام احمد رضا قادری نے لکھا: سب سے اہم یہ کہ اس سفر سے مقصود صرف اور صرف اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول مکرم ﷺ کی رضا ہونی چاہیے۔ حج کے لیے روانگی سے قبل جس کا قرض یا امانت ہو، اُسے واپس کرے، اگر فوری طور پر پورے قرض کی واپسی کے وسائل نہیں ہیں، تو جو ادا کرسکتا ہو وہ ادا کرے اور باقی کے لیے اُن سے مہلت طلب کرے۔ جن کا ناحق مال لیا ہو، انہیں واپس کرے یا معاف کرائے، مالک کا پتا نہ چلے تو اتنا مال فقیروں پر صدقہ کرے، کیونکہ ناجائز طریقے سے حاصل کیا ہوا مال درحقیقت اُس کی ملکیت نہیں ہوتا، پس جتنی جلدی ممکن ہو اُسے اپنی مِلک سے نکالے۔ ماضی کی قضا نمازیں، روزے، زکوٰۃ، الغرض جتنی عبادات واجب تھیں اور اُن سے عہدہ برآ نہیں ہوا، اللہ تعالیٰ سے اس حکم عدولی پر صِدق دل سے توبہ کرے اور پھر شریعت کے مطابق اُن کی تلافی کرے، اس کے باوجود اُن کا قبول ہونا اللہ تعالیٰ کے کرم پر موقوف ہے۔ بالغ ہونے کے بعد جتنی قضا نمازیں، روزے اور زکوٰۃ بدستور واجب ہے، اُن کی اس وقت تک قضا کا اہتمام کرے، جب تک وہ اُن سے عہدبرآ نہیں ہو پاتا۔ اگر یہ بے شمار ہیں، تو اندازے کے مطابق ان سے عہدہ برآ ہونے کو حسبِ توفیق اپنی زندگی کے معمولات کا حصہ بنائے۔

جن حق داروں کی اجازت کے بغیر سفر مکروہ ہے، جیسے ماں باپ (اولاد کے لیے) اور شوہر (بیوی کے لیے)، حتی الامکان انہیں رضامند کرے، اگر وہ کسی طور پر بھی رضامند نہ ہوں تو پھر حجِ فرض پر چلا جائے، کیونکہ اُن کا روکنا اللہ کے فرض سے روکنا ہے اور اس بارے میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ''ایسے امور میں (غیر اللہ کی) اطاعت جائز نہیں ہے، جن میں اللہ کی نافرمانی لازم آئے، (حقداروں کی) اطاعت صرف نیک کاموں میں روا ہے، (صحیح مسلم:1840)''۔ کسی کے ذہن

میں سوال پیدا ہوسکتا ہے کہ جب فریضہ ٔ حج ادا کرنے کے لیے ہر صورت جانا ہی ہے، تو والدین اور شوہر سے اجازت طلب کرنے کا کیوں کہا گیا، اس کا جواب یہ ہے کہ یہ اولاد اور بیوی کے لیے باعثِ سعادت ہے اور اجر کا باعث ہے اور ماں باپ اور شوہر کو بھی چاہیے کہ بخوشی اجازت دیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''نیکی کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور حق سے تجاوز کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو، (المائدہ:2)''۔

سفرِ حج میں عورت کو جب تک شوہر یا محرم کی رفاقت میسر نہیں، وہ حج پر نہیں جاسکتی، اگر جائے گی تو فقہی اعتبار سے حج تو ادا ہوجائے گا، مگر گناہگار ہوگی۔ مصارفِ سفر اور زادِ راہ مال حلال سے ہوں، ورنہ حج کے قبول ہونے کی امید نہیں ہے، البتہ فرض ساقط ہوجائے گا۔ حسبِ توفیق اپنی ضرورت سے زیادہ زادِ راہ لے کر جائے تاکہ اپنے احباب اور ضرورت مندوں پر بھی کچھ خرچ کرسکے، یہ حجِ مبرور کی نشانی ہے۔ مسائلِ حج وعمرہ اور زیارات پر کوئی عام فہم کتاب لے کر جائے یا کسی عالم سے رہنمائی حاصل کرے یا بہارِ شریعت حصہ ششم یا حج وعمرہ پر کسی مستند عالم کی کتاب اپنے پاس رکھے۔ اکیلے سفر نہ کرے کہ یہ منع ہے، البتہ بے دین رفیقِ سفر سے اکیلا رہنا بہتر ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کسی سفر میں تین افراد ہوں، تو وہ آپس میں سے ایک کو امیر بنالیں، (سنن ابوداؤد:2608)''۔ اُس شخص کو امیر بنانا بہتر ہے جو بااخلاق، دین دار، معاملہ فہم اور خدمت کا جذبہ رکھتا ہو۔

سفر پر روانگی سے پہلے اپنے حقداروں، دوستوں عزیزوں سے ملے، کسی کی حق تلفی کی ہو یا کوئی ناراض ہو تو اُس سے معافی مانگے اور راضی کرے اور اُن کو بھی چاہیے کہ خوش دلی سے راضی کریں، حدیثِ پاک میں ہے: ''جس نے اپنے بھائی سے (اپنے کسی قصور پر) معافی مانگی اور اُس نے اسے قبول نہیں کیا، تو اُسے ایسا ہی گناہ ہوگا جیسے مالی واجبات وصول کرنے والے کو خیانت پر ہوتا ہے، (سنن ابن ماجہ:3718)''۔ اپنے خطار کار کو معاف کرنا اللہ تعالیٰ کی سنت ہے، سورۃ النور، آیت: 22 میں خطا کاروں کو معاف کرنے کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا: ''اور چاہیے کہ وہ معاف کردیں اور درگزر کریں، کیا تمہیں یہ بات پسند نہیں ہے کہ اللہ تمہاری خطاؤں کو بخش دے''۔ یعنی اگر یہ چاہتے ہو کہ اللہ تمہارے قصوروں کو معاف فرمائے تو تم بھی اپنے قصوروار کو معاف کردیا کرو۔ رخصت ہوتے وقت سب سے دعا کی درخواست کرے، گھر پر چار نفل پڑھ کر نکلے، یہ واپسی تک اس کے لیے اللہ تعالیٰ کے حفظ وامان کا وسیلہ بنیں گے اور گھر سے نکلتے وقت ''بِسْمِ اللّٰہِ وَآمَنْتُ بِاللّٰہِ وَتَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ'' پڑھ کر یہ دعا مانگے، (ترجمہ:) ''اے اللہ! ہم تیری پناہ چاہتے ہیں کہ ہم لغزش کھائیں یا کوئی ہمیں لغزش دے، ہم گمراہ ہوں یا کوئی ہمیں گمراہ کرے، ہم کسی پر زیادتی کریں یا کوئی ہم پر زیادتی کرے، ہم کسی سے ہٹ دھرمی کریں یا کوئی ہم سے ہٹ دھرمی کرے''۔ اسی طرح گھر سے نکلتے وقت یہ دعا مانگے: ''اے اللہ! ہم تجھ سے اس سفر میں نیکی اور تقوے کا سوال کرتے ہیں اور ایسے کاموں کی توفیق طلب کرتے ہیں جو تجھے پسند ہوں، اے اللہ! اس سفر کو ہمارے لیے آسان فرمادے اور اس کی مسافت کو ہمارے لیے لپیٹ دے (یعنی آسان فرمادے)، اے اللہ! سفر میں بھی تو ہمارا رفیق ہے اور گھر کا نگہبان بھی تو ہے۔ اے اللہ! ہم سفر کی مشقتوں، تکلیف دہ صورتِ حال پیش آنے اور اپنے مال اور اہل میں ناخوشگوار تبدیلی آنے سے تیری پناہ چاہتے

ہیں‘‘اور جب سفر سے واپس آئے تو مذکورہ بالا کلمات کے بعد یہ دعا مانگے: ’’ہم (عافیت کے ساتھ) لوٹنے والے، (اللہ کی بارگاہ میں) توبہ کرنے والے، (اُس کی توفیق سے) عبادت کرنے والے اور اپنے رب کی حمد کرنے والے ہیں، (صحیح مسلم 1342)‘‘۔ بلندی پر چڑھتے ہوئے ’’اللہ اکبر‘‘ اور پستی کی طرف اترتے وقت ’’سبحان اللہ‘‘ کہے۔ کوئی چیز گم ہو جائے تو ’’اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ‘‘ یا ’’اِنَّهٗ عَلٰى رَجْعِهٖ لَقَادِرٌ‘‘ یا ’’یَا جَامِعَ النَّاسِ لِیَوْمٍ لَّا رَیْبَ فِیْهِ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ اِجْمَعْ بَیْنِیْ وَبَیْنَ ضَالَّتِیْ‘‘ پڑھے۔

حج مشقت کی عبادت ہے، اگرچہ ماضی کے مقابلے میں آج کل حجاجِ کرام اور زائرینِ حرمین طیبین کو جو سہولتیں اور آسائشیں میسر ہیں، پہلے ان کا کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔ لیکن اس کے باوجود حج مشقت کی عبادت ہے اور انسانی ہجوم نے مشقت کی نئی صورت اختیار کر لی ہے، جس میں تخفیف کے لیے سعودی حکومت ہر سال وسائل صَرف کرتی ہے، توسیع، تزئین اور تعمیر کا کام جاری رہتا ہے، انسانوں کے ہجوم میں ہر سال اضافہ ہوتا رہتا ہے، اس لیے حجاج کو تحمّل کا مظاہرہ کرنا چاہیے ۔ بہت سے لوگ اپنا زیادہ تر وقت معلّمین اور اُن کے کارندوں کو کوسنے اور گلے شکوے میں گزار دیتے ہیں، جس کا ماحصل غیبت اور بدگوئی کے سوا کچھ نہیں ہوتا، اس کی بجائے انہیں حسبِ توفیق طواف، نوافل، تلاوت، اذکار و تسبیحات اور نبی ﷺ پر درود پڑھنے میں گزارنا چاہیے۔

سیلفی بنانا ایک عالمی متعدی بیماری بن چکی ہے، اس کی کثرت بھی عبادات کی حضوری سے غافل کر دیتی ہے اور لوگ اس کوشش میں لگے رہتے ہیں کہ ہر مرحلے کی تصویریں واٹس اپ کے ذریعے اپنے دوست احباب اور عزیزوں کو ارسال کریں، کیا ہی اچھا ہو کہ وہ یہ وقت اُن کے لیے دعا میں صَرف کریں، رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: ’’کسی کے پسِ پشت اُس کے لیے دعائے خیر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبول ہوتی ہے‘‘، کیونکہ اُس کا مُحرِّک صرف اخلاص ہوتا ہے، سامنے کی دعا میں توریا کا امکان ہوسکتا ہے، لیکن غیاب کی دعا میں ہرگز نہیں۔ حجاجِ کرام اور زائرین کو چاہیے کہ اپنے لیے، اپنے والدین و جملہ اہلِ ایمان آباء واجداد، اپنے حقداروں، احباب اور عزیزوں کے لیے دعا کرنے کے ساتھ ساتھ امتِ مسلمہ اور اپنے وطنِ عزیز کے لیے بھی دعا کرتے رہیں۔ اہلِ پاکستان کو بیرونِ ملک اپنے سیاسی اختلافات اور نفرتوں کا اظہار کرنے کی بجائے ایک دوسرے سے محبت، دلداری اور ہمدردی کا رویّہ رکھنا چاہیے۔

ہمارے ہاں حجاجِ کرام کی تربیت کے پروگرام تو بہت ہوتے ہیں، ارکانِ حج اور ادائے حج کے طریقے بھی بتائے جاتے ہیں، لیکن میرے نزدیک سب سے اہم شعبہ نظر انداز ہو جاتا ہے اور وہ ذہنی اور فکری تطہیر ہے، حج و عمرہ اور عبادات و زیارات کی سعادات کو سمیٹنے کے لیے یہ شعبہ سب سے اہم ہے۔ ہمیں اپنے قلب و روح اور ظاہر و باطن کو گناہوں کی آلودگی سے پاک کرنے اور پاک رکھنے کے لیے سچی توبہ کرنے اور پھر ساری زندگی اُس پر کاربند رہنے کی ضرورت ہے۔ پس بیش تر باتیں عام زندگی میں بھی برتنے اور اختیار کرنے کی ہیں۔

(روزنامہ دنیا، 05 اگست 2017ء)